

مسئلہ کشمیر۔ چیلنج اور درکار اقدامات

عبدالرشید ترابی^o

اہل پاکستان ۱۹۹۰ء سے ۵ فروری کا یوم اہل کشمیر کے ساتھ اظہار یک جہتی کے طور پر مناتے چلے آ رہے ہیں۔ دراصل یہ قاضی حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا صدقہ جاریہ ہے جو ہر سال پوری قوم کو اہل کشمیر کی پشت پر لاکھڑا کرتا ہے۔ پاکستان کے مختلف المزاج حکمرانوں کے بدلتے ہوئے رجحانات اور کمزور پالیسیوں کی وجہ سے بعض اوقات شکوک و شبہات بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تاہم ہر سال ۵ فروری کا دن قوم کے اندر ایسی لہر اٹھا دیتا ہے کہ سازشیں دم توڑ دیتی ہیں اور پوری قوم اہل کشمیر کو یہ پیغام پہنچاتی ہے کہ قوم کا بچہ بچہ اہل کشمیر کی پشت پر ہے۔ یوں تحریک آزادی کشمیر کو ایک نئی تقویت ملتی ہے۔

اس سال یک جہتی کشمیر ایسے عالم میں منایا جا رہا ہے، جب میدان کارزار میں اہل کشمیر مشکلات کے باوجود منزل کے حصول کے لیے پُر عزم ہیں۔ وہ بھارتی استبداد کا بے جگری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہ بھی اُن کے پُر عزم ہونے کا ثبوت ہے کہ گذشتہ سیلاب میں ۵۵ لاکھ کشمیریوں نے بُری طرح متاثر ہونے کے باوجود بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں ریلیف لینے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کی قومی غیرت نے قبول نہ کیا کہ وہ ان مشکل ترین لحات میں بھی ظالموں اور غاصبوں سے کسی طرح کی امداد و اعانت وصول کریں۔ وہ اللہ کی تائید و نصرت اور باہم اتحاد و یک جہتی سے بھارت کے ہر وار کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس عرصے میں گونا گوں چیلنج اُبھر کر سامنے آئے ہیں۔

o امیر جماعت اسلامی آزاد جموں و کشمیر

نریندر مودی نے اپنے انتخابی منشور میں بھارتی آئین کی دفعہ ۳۷۰ کے خاتمے کے ذریعے مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر کے بھارت میں اس کے مکمل انضمام کا اعلان کیا تھا اور مقبوضہ ریاست کی اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل کرنے کے لیے بھرپور مہم چلائی تھی۔ پھر پے در پے کئی دورے کر کے بڑے بڑے معاشی پیکیجز کا اعلان کیا لیکن مسلم اکثریتی نشستوں میں سے بی جے پی ایک بھی نشست حاصل نہ کر سکی۔ یوں اسے مجبوراً مفتی سعید کے ساتھ ایک جوئیئر پارٹنر کی حیثیت سے سرینگر میں مخلوط حکومت میں شامل ہونا پڑا۔ مرکزی سرکار کی آشیر باد سے بی جے پی نے ریاست کا مسلم اکثریتی شخص ختم کرنے کے لیے کئی ہتھکنڈے استعمال کیے لیکن قائدِ حریت سید علی گیلانی اور دیگر قائدین حریت نے بروقت اقدام کرتے ہوئے پوری کشمیری قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں بدل دیا، شہدا کے جنازے ریفرنڈم کی حیثیت اختیار کر گئے۔ حالات نے قائدین حریت کو کندھے سے کندھا ملا کر چلنے پر مجبور کر دیا۔ جناب شبیر احمد شاہ اور دیگر حریت تنظیمیں سید علی گیلانی کی قیادت میں منظم اور یکجہت ہو گئیں۔

نامساعد حالات کے باوجود، اپنے ذرائع کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ایک مرتبہ پھر قابض افواج کو پیغام دیا کہ جب تک استعماری قبضہ ختم نہیں ہوتا، مجاہدین اپنی جدوجہد ترک نہیں کر سکتے۔ یہ نوجوان نوجوان قوم کے ہیر و قرار پائے۔ ان کا سرخیل حزب المجاہدین کا ایک کمانڈر برہان مظفر وانی وہاں آج کے نوجوانوں کا آئیڈیل ہے۔ گذشتہ چند ماہ میں کئی عسکری معرکوں میں بھارتی فوج کو شدید ہزیمت اور نقصان کا سامنا رہا۔ اس عرصے میں نریندر مودی کے مقبوضہ کشمیر کے دوروں کے موقع پر تاریخی ہڑتالوں نے ثابت کیا کہ کشمیری خوف اور لالچ کے کسی ہتھکنڈے کو خاطر میں لائے بغیر آزادی کے حصول تک اپنے مشن پر گامزن رہیں گے۔

نریندر مودی کی حکومت کے برسر اقتدار آتے ہی بھارت نے پاکستان سے بات چیت کا سلسلہ منقطع کر دیا اور لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری پر بلا اشتعال فائرنگ کا سلسلہ روز افزوں ہو گیا جس کے نتیجے میں سوہیلین اور فوجی شہادتیں ہوئیں لیکن افواج پاکستان نے بھی دندان شکن جواب دیا۔ ادھر آزاد جموں و کشمیر کی تمام سیاسی اور دینی جماعتوں نے کل جماعتی کشمیر رابطہ کونسل کے پلیٹ فارم سے حق خود ارادیت کے ایک نکاتی ایجنڈے پر اتحاد کرتے

ہوئے قومی اور بین الاقوامی سرگرمیوں کا اہتمام کیا۔ برطانیہ اور امریکا میں بڑے بڑے مارچ کیے گئے، بالخصوص برطانیہ میں نریندر مودی کی آمد کے موقع پر تحریک کشمیر برطانیہ اور دیگر جماعتوں نے ایک جھنڈے اور ایک نعرے کے ساتھ بھرپور احتجاج کیا۔ کل جماعتی رابطہ کونسل کے کنوینر کی حیثیت سے راقم ساری جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ان سارے پروگراموں میں شریک رہا۔ برطانوی میڈیا اور ممبران پارلیمنٹ نے بھی ان سرگرمیوں سے متاثر ہو کر کشمیر میں انسانی حقوق کی بدترین پامالی کے ریکارڈ پر نریندر مودی اور بھارتی حکومت کی سخت مذمت کی، اور اپنی حکومت اور بین الاقوامی برادری سے مطالبہ کیا کہ نکلے اور دنیا کے امن کو کسی بڑے حادثے سے بچانے کی خاطر کشمیر جیسے دیرینہ مسئلے کو حل کرنے کے لیے بھارتی حکومت پر دباؤ بڑھایا جائے۔

اسی عرصے میں وزیر اعظم پاکستان نے جنرل اسمبلی میں اپنے قومی موقف کا اعادہ کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر پر دو ٹوک موقف اختیار کیا۔ اسی طرح چیف آف آرمی سٹاف نے بھی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف کانفرنسوں میں مسئلہ کشمیر کو تقسیم برعظیم کے ایجنڈے کا حصہ قرار دیتے ہوئے عالمی برادری پر واضح کیا کہ پاکستان کشمیریوں کی برحق جدوجہد سے کسی طور پر پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ ان سارے عوامل، یعنی مقبوضہ ریاست میں عوامی و عسکری مزاحمت، پاکستان کا دو ٹوک موقف اور بین الاقوامی دباؤ نے نریندر مودی کی حکومت کو پاکستان سے 'گٹھی' کرنے کی پالیسی ختم کرنے پر مجبور کیا جس کے نتیجے میں پہلے ان کی وزیر خارجہ ششما سوراج اور پھر نریندر مودی پاکستان وارد ہوئے اور دوطرفہ بات چیت کا سلسلہ دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پاکستان اور اہل کشمیر نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ مسئلہ کشمیر بات چیت سے حل ہو۔ اس سلسلے میں ۱۰۰ سے زیادہ ادوار ہو چکے ہیں لیکن شومی قسمت سے مسئلے کے حل کی طرف بھارتی ہٹ دھرمی کی وجہ سے کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ جب بھی بین الاقوامی دباؤ بڑھا بھارت بات چیت کا ڈول ڈالتے ہوئے محض وقت حاصل کرتا رہا۔ اس لیے قائد حریت سید علی گیلانی سمیت تحریک آزادی سے وابستہ تمام حلقے یہ موقف پیش کرتے رہے ہیں کہ اگر بات چیت ہو تو محض آلو پیاز پر اور اسی طرح کے جزوی مسائل پر نہ ہو بلکہ مسئلہ کشمیر پر ہو اور ان شرائط کے ساتھ ہو کہ:

۱- بھارت اٹوٹ انگ کی رٹ ترک کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کو حل طلب تسلیم کرے۔
 ۲- مقبوضہ کشمیر سے فوجی انخلا کرے، کم از کم پہلے مرحلے پر آبادیوں سے فوج واپس بلائے۔

۳- کالے قوانین واپس لے۔

۴- ہزاروں گرفتار شدگان کو جو سال ہا سال سے جیلوں میں پڑے ہیں، رہا کیا جائے۔
 ۵- قائد حریت سید علی گیلانی اور دیگر قائدین حریت کی حراستوں کو ختم کرتے ہوئے شہری آزادیاں بحال کرے اور انھیں اپنا مقدمہ بین الاقوامی برادری کے سامنے پیش کرنے کا موقع دے۔ اس سلسلے میں انھیں سفری دستاویزات فراہم کرے۔

۶- ۵۵ لاکھ متاثرین سیلاب کے لیے بین الاقوامی این جی اوز اور آزاد کشمیر و پاکستان میں مقیم کشمیریوں کو کشمیری بھائیوں تک امداد پہنچانے کا موقع فراہم کرے۔

ان شرائط پر عمل پیرا ہوئے بغیر، بات چیت ماضی کے تجربات کی روشنی میں محض بھارتی ہتھکنڈا ہے، اسے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور بھارت پر بین الاقوامی دباؤ بڑھانے اور تحریک آزادی کی تقویت کا اہتمام جاری رکھنا چاہیے۔ کوئی اور ایسا قدم نہ اٹھایا جائے جس سے تقسیم کشمیر کی راہ ہموار ہو یا کم از کم ہندستان کو ایسا کرنے کا جواز فراہم ہو۔ خصوصاً گلگت اور بلتستان جو تاریخی اعتبار سے ریاست جموں و کشمیر کا حصہ ہیں، انھیں تمام بنیادی حقوق دیے جائیں جو پاکستان کے تمام شہریوں کو حاصل ہیں۔ تاہم آئینی لحاظ سے مسئلہ کشمیر کے پس منظر کو نظر انداز کر کے انھیں پاکستان کا صوبہ بنانا ایسی بے تدبیری ہوگا جس کے نتیجے میں کشمیریوں اور پاکستان کے درمیان بے اعتمادی کی فضا جنم لے گی۔ حالات کا تقاضا ہے کہ وزیراعظم پاکستان کشمیری قیادت کی مشاورت سے ایک واضح حکمت عملی طے کریں تاکہ آزادی کی منزل قریب تر ہو سکے۔